بچوں کی تربیت: بزرگ والدین کا کردار

ڈاکٹر بشریٰ تسنیم

بچوں کی تربیت کے حوالے سے جب بات ہوتی ہے تو عموماً والدین پر آ کر ختم ہو جاتی ہے، جب کہ ان کی تربیت میں دوسرے رشتے داروں کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہوتا ہے۔ یہ حصہ یہ رشتہ دار غیر شعوری طور پر ادا کرتے ہیں۔ دادا دادی اور نانا نانی کا اپنا ایک کردار ہوتا ہے۔ انھیں ہم 'بزرگ والدین' کہہ سکتے ہیں۔ یہ تربیت میں اپنے حالات کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ کردار ضرور ادا کرتے ہیں، لیکن اس کی ضرورت ہے کہ یہ کردار شعوری طور پر ادا کیا جائے اور 'بزرگ والدین' اس باب میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں کہ اپنے بچوں کی تربیت اور پرورش کے بعد اب انھیں اپنے بچوں کے بچوں کی بھی تربیت میں حصہ لینا ہے۔

ان بنیادی رشتوں کا کیا کردار ہو؟ موجودہ طرزِ معاشرت اور ترجیحات کی تبدیلی نے ان کا کردار وقت کے ساتھ ساتھ بہت کچھ کمزور کر دیا ہے۔ ان رجحانات کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے 'بزرگ والدین' کا کردار متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اسلامی تہذیب میں یہ رشتے 'شجر سایہ دار' کی حیثیت سے مستحکم و مضبوط مقام رکھتے ہیں۔ اسی مقام کی پاس داری ہمارا مطمح نظر ہے۔ بچے جنت کے پھول، گھر کی رونق اور زندگی میں رعنائیوں کے پیامبر ہوتے ہیں۔ والدین کے لیے ان کے قہقہے، معصوم باتیں، سکون اور اطمینان کا باعث بنتے ہیں، جب کہ دادا دادی، نانا نانی کے لیے ان کا والہانہ تعلق ماضی کی حسین یادوں سے وابستہ رکھنے کا سبب بنتا ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اس کے مصداق 'مستقبل کے والدین' کہلانے والے ان بچوں کو مناسب تربیت اور توجہ مل جائے تو تعمیر ملت کا سامان کر کے نئی تاریخ رقم کرتے ہیں۔ بصورتِ دیگر یہی بچے، خاندان اور ملک و ملت کے لیے کلنک کا ٹیکہ بن جاتے ہیں۔

ہو جاتا ہے۔اسی طرح ایک شہر میں مگر علیحدہ گھر میں رہنے والی اولاد ـــــ دوسرے شہر میں مکین یا پھر بیرون ملک مقیم اولاد کے ساتھ بزرگ والدین اپنا تعلق اور ذمہ داریاں کیسے نبھائیں یہ ہمارا اصل موضوع ہے۔

اولاد کہیں بھی مقیم ہو دُور بہت دُور یا نزدیک بہر حال دل کے پاس ہمیشہ رہتی ہے اور رہنی بھی چاہیے۔مگر محبت کا جب تک اظہار نہ ہو وہ ایک ایسی شے ہے جو ملفوف ہو۔حجم اور قیمت میں کتنی ہی زیادہ ہو جب تک ظاہر نہ ہو کسی کام کی نہیں۔محبت کو چھپائے رکھنا اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے ساتھ ظلم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اظہار محبت کی تلقین کی ہے۔لیکن آج کے مشینی دور میں والدین اپنے بچوں کو بھر پور شفقت و محبت نہیں دے پاتے۔دادا دادی اور نانا نانی کے پاس یہ فرصت کتنی مفید ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جس انداز سے محبت نہ دے سکے اب وہ اس کمی کو اپنے بچوں کی اولاد کے ساتھ پوری کر سکتے ہیں۔

تربیت کے مختلف اسلوب

محبت کے اظہار کے لیے آپ اپنی صوابدید (حالات صحت ماحول فاصلے) کے مطابق تدابیر متعین کر سکتے ہیں اور تعلق بڑھا سکتے ہیں۔

○ **براہِ راست تعلق:** اظہار محبت اور شفقت کے لیے براہ راست تعلق کی حسب ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں: اسکول لانا اور لے جانا ہوم ورک میں تھوڑی بہت مدد بچوں کے دوستوں سے دل چسپی اسکول کے معمولات پہ خوش دلی سے بات چیت شام کو ہلکی پھلکی تفریح ہفتہ وار مجلس کارکردگی پہ انعام (چاہے معمولی ہی ہو) بچوں کی باتوں کو توجہ سے سننا حوصلہ افزائی شاباشی دینا ـــــ محبت و شفقت کی بنیاد ہیں۔

دوسرے شہر میں رہنے والے بچوں کے ساتھ فون کے ذریعے بات کرنا کوئی دلچسپ بات جو بچے کو یاد رہ جائے گا ہے بگاہے ان کو خطوط ای میل تصاویر بھیجنا اور اُن سے خصوصی طور پر خط اپنے ہاتھ کی ڈرائنگ تصویر کا تقاضا کرنا باہم دلوں کو قریب رکھنے کا باعث بنے گا۔بچوں کے ارسال کردہ خطوط اور اشیا کو امانت سمجھ کر محفوظ رکھیں گے تو بڑے ہونے پر یہی چیزیں لازوال اور سچی خوشی کا باعث بنیں گی۔

○ **تحفے تحائف دینا:** یہ ایک عظیم الشان عمل ہے جس سے محبتیں پروان چڑھتی ہیں۔اگر بچے کو لازمی ضرورت کی چیز خرید کر تحفہ میں دی جائے تو سونے پہ سہاگہ ہے خصوصاً وہ چیز جو بچے کے والدین خرید کر دینے کی استعداد نہ رکھتے ہوں۔بچوں کے ہاتھ میں رقم دینے کے بجائے اسکول/ کالج کی لازمی ضرورت کی چیز خرید کر دینا ان کے اور ان کے والدین کے دلوں میں قدر و منزلت بڑھا دے گی۔

○ **مشاغل میں دل چسپی:** بچوں کے ساتھ مل کر کچھ تخلیقات عمل میں لائی جائیں۔اگر آپ ترنم کے ساتھ گا سکتے ہوں دستکاری سلائی یا لکڑی کا کوئی ہنر جانتے ہوں تو اپنے ان پیارے بچوں کو ایسے مشاغل سے

روشناس کرائیے۔ اس طرح کے مشاغل میں بچوں کو شریک کرنے سے ان کی شخصیت پر بہت مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شخصیت کی تعمیر میں آپ کا یہ ہنر یادگار حیثیت اختیار کر جائے گا۔ قریب رہنے والے' بیرون شہر یا بیرونِ ملک رہنے والے بچوں سے جب بھی رابطہ ہو'ان کے ساتھ ہر ملاقات کو یادگار بنانے کا خصوصی پلان ہونا چاہیے۔ ہفتہ وار' ماہانہ' ششماہی یا سالانہ' جب بھی ملاقات ہو' بزرگ والدین کا نقش بچے اپنی عمر کے ساتھ ساتھ مضبوط تر اور حسین تر اور یادگار بناتے جائیں۔

○ **ذوق مطالعہ کی حوصلہ افزائی:** بچوں کو پڑھ کر سنانا ایک انتہائی دل چسپ عمل ہے۔ اپنے بچپن کی کتابیں ان کو پڑھنے کے لیے دی جائیں یا ان کے والدین کے بچپن میں زیر استعمال رہنے والی کتابوں کو مل کر پڑھنے پڑھانے میں خاص مزہ ہے۔ بچوں کو بھی پڑھنے کی تلقین کی جائے۔ اس سے تلفظ' روانی عبارت' لہجہ اور تقریر کی مشق ہوگی۔

○ **ماضی کی یادیں اور تجربات:** بچوں کو اپنے ماضی کی دل چسپ کہانیاں اور واقعات سنائیں' اپنے محلے اور شہر کے خاص کرداروں کا اور ماحول کا تذکرہ کریں۔ دور رہنے والے بچوں کو اپنی آواز میں کہانی' نظم' باہم بچوں کی مجلس' بات چیت کو ریکارڈ کر کے بھیجا جائے یا وڈیو فلم بنالی جائے۔ اپنے بچپن اور جوانی کے تجربات کی روشنی میں بچوں کی عمر کے مطابق گفت و شنید کی جائے۔ اپنی ناکامیوں اور نقصانات کو واضح کریں کہ ان کی کیا وجوہات تھیں۔ بچوں سے سوال کیا جائے کہ اگر ان کے ساتھ ایسا ہوتا تو وہ کیا کرتے؟ بچوں کی ذہنی استعداد جاننے کا یہ بہترین ذریعہ ہے اور ان کی رہنمائی کرنے کا بھی۔

○ **شخصیت کی تعمیر:** جب بھی موقع ملے بچوں کی عمر اور ذہنی استعداد کے مطابق ان کے ساتھ کھیلا جائے۔ ان کے بنائے ہوئے گھروں میں مہمان بن کر جایا جائے۔ فٹ بال' لوڈو' کیرم اور اندرون خانہ کھیلوں میں شریک ہوا جائے۔ بچوں میں ہار جیت کا صحیح تصور پیدا کیا جائے اور اعلیٰ ظرفی اور دوسروں کی کامیابی پہ خوش ہونے کی تربیت کی جائے۔

بچے ننھے ہوں یا نوجوان' ان کو بولنے اور اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا پورا موقع دیا جائے۔ انہماک اور توجہ سے بات سننا' بچے کی شخصیت پہ مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔ بچوں میں یہ ظرف اور حوصلہ پیدا کیا جائے کہ جب ایک بچہ بات سنا رہا ہو تو دوسرا بچہ اس میں مخل نہ ہو۔

ہر عمر کے بچوں کے ذاتی رجحانات آپ کے علم میں ہونے چاہییں۔ ہر بچہ آپ کو اپنا رازداں ساتھی سمجھے۔ یقین کیجیے اگر آپ اپنے ان معصوم بچوں کے رازداں ساتھی بن گئے' ان کے ننھے منے دکھ اور سکھ آپ کے دل میں ارتعاش اور ولولہ پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ پھول مرجھانے سے بچ جائیں گے۔

اپنے بیٹے اور بیٹی کے بچوں سے دلی محبت پیدا کرنے کا ایک کارگر نسخہ یہ ہے کہ ان کے والدین کو اچھے الفاظ سے یاد کریں۔ یہ نہ ہو کہ بچے کو اپنے دکھوں کی داستان (اپنی اولاد کی نافرمانیوں کے قصے) سنانے لگیں۔ ننھے بچوں کے دل میں ان کے والدین کی عزت و توقیر بڑھانا آپ کے لیے ہی نافع ہے۔ خصوصاً بہو اور داماد کے بارے میں۔

بچوں کو ترجیحات کے تعین کا احساس دلانا ایک اہم فریضہ ہے، یعنی کس وقت کون سا کام اہم ہے، کون سا بچہ کس عمر میں ہے، اُس کے لیے کیا اہم ہے۔ اس ضمن میں نماز، قرآن، اسلامی لٹریچر کی طرف توجہ دلانا، ان کی نگرانی کرنا، بچوں میں باہم مسابقت کرانا اور انعام دینا جیسے امور اہم ہیں۔ پیار و محبت سے تعلیمی مدارج اور کارکردگی کے بارے میں پوچھنا، مشکل میں آسانی تلاش کر کے دینا، بچوں کے تعلیمی رجحانات کا اور دیگر مشاغل کا بنظر غائر جائزہ لینا اور ان کے والدین کے ساتھ گفت و شنید کرنا اور مسائل کا حل تلاش کرنا، ترجیحات کے تعین میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

○ **گھریلو امور میں دل چسپی لینا:** اگر والدین اور بچوں میں کوئی تنازعہ ہو جائے (تعلیم، روزگار یا شادی کے معاملے میں) تو غیر جانب داری سے حالات کا جائزہ لینا اور بچے کے مؤقف کو ٹھنڈے دل سے سننا اور والدین اور بچوں کے درمیان مفاہمت کی راہ تلاش کر کے دینا 'بزرگ والدین' کا فرض ہے۔

○ **بچیوں سے خصوصی لگاؤ:** لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور ان کو شائستگی اور رکھ رکھاؤ سکھانا خصوصی توجہ چاہتا ہے۔ بچیوں کے رجحانات کا ان کی عمر کے مطابق خیال رکھا جانا چاہیے۔ بچیوں کی جذباتی عمر ایک مضبوط، بااعتماد شخصیت کا سہارا چاہتی ہے۔ لڑکیاں قاہرانہ نظر سے زیادہ محبت و شفقت اور رحمت کی نظر کی طلب گار ہوتی ہیں۔ بزرگوں کا دستِ شفقت ان کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے۔

چند احتیاطیں

کچھ معاملات اور باتیں ایسی بھی ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہیے۔

○ **کھلانے پلانے میں بے اعتدالی:** 'بزرگ والدین' کو اپنے بچوں کی نسبت ان کے بچوں کو کھلانے پلانے، ہر وقت کچھ نہ کچھ دینے میں لطف آتا ہے۔ لیکن بعض اوقات یہ معاملہ خرابی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ بچوں کو ان کی عادتیں خراب کرنے میں آپ کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ قریب رہنے والے بچے اور دُور رہنے والے بچوں میں یہ فرق بھی ہوتا ہے کہ قریب رہنے والے بچوں کی عادات، مزاج، گھریلو ماحول اور روز مرہ کے اُتار چڑھاؤ سے آپ واقف ہوتے ہیں۔ عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ بچوں کے والدین خصوصاً والدہ نے ان کے کھانے پینے کا جو معمول بنایا ہے اس میں خلل واقع نہ ہو۔ ماں سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا کہ بچے کو کس

وقت، کتنا اور کیا کھانے کو دیا جائے۔ ضروری نہیں کہ جو چیزیں آپ اپنے بچپن میں کھاتے تھے یا اپنے بچوں کو بے دریغ کھلاتے تھے ان کے لیے بھی مناسب ہوں۔

○ **والدین کو بے وقعت کرنا:** بچوں کے قلب و نظر میں ان کے والدین کو بے وقعت کرنا ایک اخلاقی گراوٹ ہے۔ خصوصاً بہو یا داماد کے بارے میں منفی طرزِ عمل اختیار کرنا، ان کی گستاخیوں یا نافرمانیوں کو بچوں کے سامنے زیر بحث لانا، یا بچوں کے ذریعے اپنی کسی حق تلفی یا رنجش کا انتقام لینا، اپنے پاؤں پہ کلہاڑی مارنا ہے۔ بچے ایسے لوگوں کی ہرگز قدر نہیں کرتے جو ان کے والدین کے بارے میں منفی سوچ رکھتے ہوں۔ بہو اور داماد کا آپ سے 'صہر' کا رشتہ ہے مگر ان کے حوالے سے بچوں کے ساتھ آپ کا 'نسب' کا رشتہ ہے۔ اپنے نسب کے بارے میں حد درجہ حساس اور محتاط رویہ اسی صورت ممکن ہے جب آپ ان کے والدین کو عزت و توقیر سے نوازیں گے۔

○ **رویے میں فرق:** گھروں میں جہاں ایک سے زیادہ بیٹے بیٹیاں موجود ہوتے ہیں، ان کے بچوں کے ساتھ بڑوں کا رویہ بھی قابلِ غور ہے۔ جس بیٹے سے ماں باپ خوش ہیں، اس کی بیوی بھی پیاری لگتی ہے، اور اسی لحاظ سے اُس کے بچے بھی دادا دادی کے دُلارے ہوتے ہیں۔ دوسری طرف بہت سی بہوؤں میں سے کسی سے کسی خاص رشتہ داری یا نسبت یا کوئی اور وجہ بہوؤں کے درمیان تفریق کا باعث بنتی ہے، اور پھر بچے بھی خواہ مخواہ خاندانی سیاست کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ رویہ بھی غیر مناسب ہے۔ ساس سسر (خصوصاً ساس کو) گھریلو معاملات میں عقل و دانش کا ثبوت دینا چاہیے۔ اسی طرح دامادوں کے ساتھ یا نواسے نواسیوں کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ لگاؤ اور محبت اپنی جگہ، مگر معاملات مبنی بر عدل اور یکساں ہونے چاہییں۔

○ **بے جا طرف داری:** ایک اہم معاملہ جو عموماً گھروں میں بے چینی کا باعث بنتا ہے، بیٹی کی اولاد کے سامنے بیٹوں کی اولاد یا اس کے مخالف معاملے میں ترجیح اور افراط و تفریط ہے۔ ماموں، پھوپھی یا چچا، تایا کے بچوں میں دُوری، منافرت، بلاوجہ مسابقت، 'شریکے' کا احساس پیدا کرنا، بزرگوں کے طرزِ عمل کا شاخسانہ ہو سکتا ہے۔ کسی ایک داماد یا بہو کی بے جا حمایت، طرف داری بچوں پر بھی برے اثرات ڈالتی ہے۔

○ **توہین آمیز رویہ:** عموماً دادی کی طرف سے اس طرح کے جملے 'میرا بیٹا تو بہت اچھا تھا، جب سے تمھاری ماں آئی ہے.....' سن کر بچے ہرگز اپنی دادی سے الفت محسوس نہیں کر سکتے۔ ان سے لازماً اجتناب کیا جائے۔

○ **اپنی رائے پر اصرار اور ضد:** اگر بچوں کی تربیت کے معاملے میں 'بزرگ والدین' کی رائے بچوں کے والدین سے مطابقت نہ رکھتی ہو تو بزرگوں کو زیادہ اعلیٰ ظرفی اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

اختلاف کی صورت میں والدین کی خواہشات کے پیشِ نظر اپنی رائے سے دست بردار ہو جانا چاہیے' تاہم اولاد کو بھی ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے خواہ مخواہ اور بے جا ضد نہ کرنی چاہیے اور درست بات کو تسلیم کرنا چاہیے۔ بعض اوقات بچے کا نام رکھنے سے لے کر جو مخالفت شروع ہوتی ہے تو بچوں کے رشتے کرنے تک برقرار رہتی ہے۔ بچوں کے معاملات میں فیصلہ اور حتمی رائے بہر حال اُن کے والدین کا حق ہے۔

بعض 'بزرگ والدین' رشتوں ناطوں کے معاملے میں ایسا رویہ بنا لیتے ہیں جس سے اپنی اولاد اور بچوں کو باغی تو بنایا جا سکتا ہے' اپنا حامی نہیں۔ یہ طرزِ عمل سخت نقصان دہ غیر شرعی اور قابلِ گرفت ہے۔ رشتے ناطے کرنے کی ذمہ داری بہر حال اپنے والدین کی ہی ہوتی ہے۔ اپنی رائے دینا' اپنے تجربات اور دلائل کی بنا پر کچھ اصرار کرنا آپ کا حق ہے مگر جبر کرنا' ضد سے اپنی اہمیت کو کیش کرانا' بچوں کی شادیوں میں رخنے ڈالنا' خوشی سے شریک نہ ہونا' دل میں رنجش رکھنا' قطع تعلق کر لینا یا دھمکی دینا سخت معیوب ہے اور 'بزرگ والدین' کے شایانِ شان ہرگز نہیں ہے۔

○ **منفی طرزِ عمل :** اگر آپ نے بچوں کے دلوں میں اپنی اہمیت اُجاگر کرنے کے لیے کوئی ایسا قدم اٹھایا کہ جس کام سے بچے کے والدین منع کرتے ہوں اور آپ نے چوری چھپے اُس کو موقع دیا' مدد کی' پھر چھپانے کے طریقے بتائے تو آپ نے اپنی نظروں میں بھی اور بچوں کی نظروں میں بھی خود کو گرا لیا۔ یہ طرزِ عمل جتنا بچوں کے لیے نقصان دہ ہے اُس سے کہیں زیادہ آپ کی شخصیت کے لیے باعث وبال ہے۔ ہاں' یہ امر قابلِ تعریف ہے کہ آپ اپنے بچوں کو اُس کام میں مدد دیں' تعاون کریں جس کو بچے کے والدین مشکل سمجھ کر اُن کو کرنے نہیں دیتے اور آپ اُس کو اپنے تجربے سے کروا لیتے ہیں۔ بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے آپ کیا کیا چھوٹے بڑے کام کر سکتے ہیں' اس پہ غور کیا کیجیے۔

○ **بچوں کو مشتعل کرنا:** بچوں کو ہر وقت دوسروں کے سامنے نظمیں' تقریریں وغیرہ سنانے پہ مجبور نہ کریں۔ بچے کی ذہنی اور قلبی کیفیت ہر وقت ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔ ہر ملاقات پر ان کو کتابیں سنانے یا ان کو پڑھنے پر مجبور کرنا دل میں تنگی اور انقباض پیدا کرتا ہے۔ ہر وقت ہر کام' ہر کھیل' ہر واقعہ' کہانی' لطیفہ یا ایک ہی جیسا طرزِ عمل (ہر بچے کے ساتھ) مناسب نہیں ہوتا۔ اگر آپ کو بچوں سے قلبی تعلق پیدا کرنا ہے تو جبر سے یہ کام نہیں ہوتا۔ یہ پورے صبر و ثبات کا متقاضی ہے۔ بچوں کو بلاوجہ قابو میں لانے کی کوشش کرنا ان کو مشتعل کرنا ہے۔

○ **بچوں میں امتیاز برتنا :** اپنے پوتے پوتیوں' نواسے نواسیوں میں کسی ایک سے کبھی ایسی بات نہ کیا کیجیے کہ 'یہ تو سب سے ہوشیار ہے' ذہین ہے' یہ میرا فرماں بردار ہے' یہ تو اپنے باپ کی طرح فرماں بردار ہے اور یہ اپنے باپ یا ماں کی طرح ہمیشہ سے ضدی اور گستاخ ہے'۔ اپنے ان بچوں کی کامیابیوں پہ یکساں خوشی کا

اظہار کیجیے۔ اپنی کسی بیٹی یا بیٹے کی حد درجہ محبت میں آ کر ان کے بچوں کے ساتھ ہمیشہ نرم رویہ رکھنا اور کسی دوسری اولاد کے بچوں کے ساتھ معاندانہ رویہ' ان کی کامیابیوں اور خوشیوں میں دل کے پورے افراح کے ساتھ شریک نہ ہونا سخت ناانصافی ہے۔ یقین کیجیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس رعیت کے بارے میں سوال کرنا ہے۔ جذبات' احساسات' خوشی' غمی اور مالی واخلاقی طور پر سب کے ساتھ انصاف کرنا آپ کے اجر وثواب کو قائم رکھے گا۔ کسی بچے کو خوب بڑھانا اور کسی کی اہمیت کو گھٹانا اپنے خاندان کی دیواروں میں شگاف ڈالنے کے مترادف ہے۔ اپنے دل کے میلان یا دوسروں کی طرف سے اُکسانے پہ بچوں کی صلاحیتوں کو گھٹانا بڑھانا اپنی عزت وتوقیر کم کرنے کے مترادف ہے۔ باہم بچوں میں رقیبانہ اور حاسدانہ جذبات پیدا کرنا ایک بہت بڑا اخلاقی عیب ہے۔

○ **بے جا خودنمائی** : اپنی جوانی کی غیر اخلاقی سرگرمیوں کو فخر سے بچوں کو بتانا حد درجہ حماقت ہے' یا پھر اپنے کارناموں کو نمک مرچ لگا کر پیش کرنا کہ بچے جان جائیں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ بچہ فطرت کے قریب ہوتا ہے۔ وہ سچ اور جھوٹ کا ادراک کر لیتا ہے اگرچہ اُس کو اس کے اظہار کا طریقہ نہ آتا ہو۔ ہر بات میں اپنی تعریف کرنا' اپنے گن گانا' ہر وقت دوسروں پہ خود کو ترجیح دینا' شیخی بگھارنا' درحقیقت اپنی کمزور شخصیت کا اظہار ہے۔

○ **ننھیال ددھیال کا فرق رکھنا** : لڑکوں کو لڑکیوں پہ ترجیح دینا' یا ننھیال/ ددھیال والوں کی برائیاں کرنا' یا بچوں کا ننھیال/ ددھیال والوں سے قلبی تعلق برداشت نہ کرنا' لڑکیوں کی پے در پے پیدائش سے دل تنگ ہونا اور ان کے مقابلے میں لڑکے کی آؤ بھگت کرنا' لڑکیوں کے والد کو بے چارہ' بوجھ کے تلے دبا ہوا جیسے احساسات دلانا' ایک طرح کا گناہ میں ملوث ہونا ہے۔ لڑکیوں کی پیدائش پہ انقباض محسوس کرنے والوں کی مذمت قرآن پاک میں کی گئی ہے۔

○ **خواہ مخواہ کا رعب ڈالنا**: بزرگوں کو اپنی بزرگی اور مقام و مرتبے کا احساس دلانے کے لیے رعب ڈالنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔ سلام کروانے کے لیے بچوں پہ سختی کرنا کوئی اعلیٰ اخلاق کی مثال نہیں۔ اعلیٰ اخلاق تو یہ ہے کہ آپ خود بڑھ کر بچوں کو سلام کریں' محبت سے' پیار سے' اور یہی سنت رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بچے آپ کو وہی کچھ لوٹائیں گے جو آپ ان کو پہلے عطا کریں گے۔

حضورؐ کا بچوں سے طرزِ عمل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اسوۂ کامل ہیں' ہمیشہ اسے پیش نظر رکھیے۔

بچوں کے حوالے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل انتہائی مشفقانہ تھا۔ سیرت رسولؐ کے مطالعے سے یہ بات روشن ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے محبت ہی نہیں کرتے

تھے بلکہ ان کی عزت وتوقیر کا بھی پورا خیال رکھتے تھے۔ ان کی عزت نفس کو پوری اہمیت دیتے تھے۔ ان کے جذبات واحساسات کو پامال نہیں کرتے تھے۔

بحیثیتِ والدؐ اور نانا کے آپؐ کا طرزِ عمل ہمارے لیے روشن مثال ہے۔ اپنے دوست احباب کے چھوٹے ننھے بچے، راستہ چلتے ہوئے، اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ آئی ہوئی ان کی اولاد، دور و نزدیک کے قرابت دار بچے، اجنبی بچے، غرض بچوں سے حضورؐ کی محبت ایسی تھی گویا کہ ان کی اپنی اولاد ہو۔ بچوں کو گود میں بٹھاتے، کندھے پہ سوار کرتے، نماز میں بچوں کو اٹھا لیتے، منہ چومتے، غمگین بچوں کا دل بہلاتے، بچوں کو تحفہ دیتے، غرض اپنی دلی محبت کا اظہار ہر ممکن طریقے سے کرتے، اور ساتھ ہی تعلیم وتربیت میں بھی کوئی کمی نہ آنے دیتے۔ بے تکلفی سے باتیں کرتے اور ان کی سنتے تھے۔ حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں ایک گھر ہے جسے 'دار الفرح' (خوشیوں کا گھر) کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو بچوں کو خوش رکھتے ہیں۔ (کنز العمال)

اس دور میں جب کہ ہر مسلمان غفلت و بے ہوشی کے عالم میں زندگی گزار رہا ہے۔ نابالغ بچوں کی شخصیت ایسی ہے جس کے بارے میں وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ اللہ کی نظر میں ناپسندیدہ نہیں ہیں۔ جب تک بچہ نابالغ ہوتا ہے، معصوم ہوتا ہے۔ ان سے اس احساس کے ساتھ ہی رحمت وشفقت کی جائے تو یقیناً ہمارے دلوں میں اللہ تعالٰی سے قرب کا احساس بیدار ہو جائے گا۔ ایک بڑے سے بڑے دین دار آدمی سے بہرحال ایک معصوم بچہ اللہ کی نظر میں زیادہ پیارا ہے۔

بچوں کو خوش رکھنے کے بے شمار طریقے ہیں۔ ہر فرد اپنی استعداد واستطاعت کے مطابق اُن کو خوش رکھ سکتا ہے اور اپنی آیندہ نسل کے دلوں میں اپنی محبت کے نقوش جاگزیں کر کے اپنی عاقبت کا سامان کرسکتا ہے اور اپنے لیے صدقہ جاریہ کا اہتمام کرسکتا ہے۔

دعا ایک لازمی امر ہے۔ اللہ تعالٰی نے سورۂ فرقان میں دعا سکھائی:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (۲۵:۷۴)

اے ہمارے رب، ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔

اس دعا میں 'متقین کا امام' بننے کی خصوصی درخواست سکھائی گئی، یعنی وہ نسل جو ہم پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ وہ 'متقین' میں سے ہو ـــــ اور ہم بحیثیت 'راعی' کے رعیت چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

بچوں کو اس بات کا احساس دلانا چاہیے اور ان کی عادت بنانی چاہیے کہ وہ اپنے بزرگوں کے لیے ہمیشہ

دعا گو رہیں‘ نیز فوت شدہ بزرگوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں۔ان کی نیکیوں کو یاد کرنا‘ کروانا اور دعا کرنا ایک اہم نکتہ ہے۔

ہمارے ہاں والدین کے حوالے سے تو بہت لٹریچر موجود ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کے حوالے سے اپنا فریضہ کس طرح ادا کریں‘ لیکن غور کا مقام یہ ہے کہ خاندان میں ’بزرگ والدین‘ کا کردار وقت کے ساتھ ساتھ کس طرح مضبوط و مستحکم ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ’بیاج‘ کو خسارے سے بچا سکیں۔ایک جوڑے کی اولاد کا دائرہ وقت اور عمر کے ساتھ ساتھ وسیع ہوتا جاتا ہے۔کل تک جو صرف ماں باپ تھے‘ دادا دادی اور نانا نانی بن جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ زندگی دیتا ہے تو ان کے سہرے کے پھول بھی کھلتے دیکھتے ہیں۔اس طرح نئے خاندان بھی وسیع تر خاندان بن جاتے ہیں۔بزرگ والدین کے مؤثر کردار اور خاندان کے استحکام کے پیش نظر ہی یہ تحریر لکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کے ہر والدین کو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!